اخبار نور افشاں و بیانیہ

نمبر (۳۶) — مطبوعہ ۹ ستمبر ۱۹۰۹ء بروز جمعہ — جلد (۲۹)

ایڈیٹوریل نوٹس

اسمان کی کنجی ایک انسان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نُورافشاں

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ ایم۔ اے ایڈیٹر
پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب و ہجنتو
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری پی۔ سی۔ اوپل جائنٹ ایڈیٹرز

مسٹر معظم دار برہمو لیڈر کے خیالات کا

باقی ماندہ حصہ

یہاں وہ دکھاتے ہیں کہ فرقہ برہمو سماج مسیح کو کس نظر سے دیکھتے ہیں اور اب کس نظر سے اُس کیطرف دیکھنا چاہئے وہ فرماتے ہیں۔

ہم برہمو سماج کے ممبر کا مسیحی مذہب کے دعاوی سے منحرف اور غافل نہیں۔ ہم مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ہم مسیحی زندگی کی حقیقتوں کی نسبت اُس کے فلسفانہ پہلو کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ ہم کو راجا رام موہن اور کیشب چندر سین کی تعلیمات یاد ہیں مگر پھر بھی مسیح کے مذہب کا معاملہ ہم میں سے بہتیوں کے نزدیک ایک فیلسوفانہ اور تاریخی معاملہ ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ شاید ہماری تسلیم جو کہ نبیوں کے متعلق ہے وہ اس معاملہ میں ہماری سد راہ ہے۔ ہمارے مندر میں اس قدر نبی اور الہام یافتہ اُستاد داخل کئے گئے ہیں کہ ہم سب اُن میں کو ہر ایک کی اُس کے مرتبہ کے لائق عزت اور تعظیم کس طرح کریں۔ لہذا ہم سب کی تھوڑی تھوڑی اور سرسری گرم اطاعت بجالاتے اور اسی پر اکتفا کرتے اور کسی خاص شخص کی پیروی میں قدم نہیں اُٹھاتے۔ یوں ہمارے پاس ایک بھی ایسا نمونہ نہیں چھوٹتا جس کی شخصی طور پر اصلی تقلید کی جائے اور نہ کوئی ایسا شخص رو بہ رو ہمارے ہاتھ میں رہتا جس کی مانند بننے کی ہم کوشش کریں۔ اب اس بات کو ماننا جیسا کہ برہمو سماج مانتے ہیں کہ سب مذاہب میں نبی ہیں درست ہے۔ لیکن مسیح کے ساتھ جیسا ہمارا شخصی علاقہ درست ہونا چاہئے ویسا نہیں ہے۔ میں ان سب بزرگ اُستادوں کی سچے طور پر عزت کرتا ہوں اور جس قدر مجھے اس قسم کے اشخاص ملینگے اُن سب کی عزت کرونگا۔ مگر اُس سے میں کسی طرح کے تذبذب اور ہچکچاہٹ میں نہیں پڑتا کیونکہ میں ان سب کو اس جامع جمیع اوصاف کیرکٹر یعنے مسیح کی کیرکٹر میں منجمد پاتا ہوں۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں اور مطالبوں میں کبھی کسی نیک اور بزرگ شخص کے نمونہ کی ضرورت ہوتی اور کبھی کسی کے۔ لہذا ہم کسی کو بھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور نہ ہم اپنے انتخاب میں اپنے تئیں کسی ایک پر محدود کر سکتے ہیں۔ ہم ہمارے اعتقاد میں مسیح تمام انسانی خوبی کا نمونہ اور کامل ہے۔ وہ جو کہ روح سے مسیح کی پیروی کرتا ہے وہ حسب ضرورت اُن تمام بزرگوں کو جو نمونہ کے لائق ہیں پہچان لیتا ہے۔ یہہ ضرور ہے کہ ہم سب کو مانیں اور سب کی عزت کریں۔ لیکن روزمرہ تقلید اور تسلی کے لئے صرف ایک کا دامن پکڑیں اور وہ ایک میرے لئے **یسوع مسیح ابن خدا** ہے۔

پھر صاحب موصوف مسیحی مذہب کو ہندو۔ بدھ اور محمدی مذہب سے ہر طرح جُدا کرتے ہیں میں نے عمر رسیدہ ہندوؤں کو مسیحی مذہب پر بسبب اُس کی تاریخ کے سخت ملامت کرتے اور لوگوں کو اُس سے باز رہنے کی تاکید کرتے دیکھا ہے۔ اُن کے مذہبی اختلاف کی افراط و تفریط اُن پر نہ صرف الہی غضب کو لائی بلکہ بربادی کو بھی۔ ہندو مذہب کے بہت سے فرقے۔ مثل ویدانتی اور بُت پرست فرقوں کے۔ برباد ہوئے اور بگڑ گئے۔ بدھ مذہب اپنے خالص نا اگناسٹی ازم (وہ تسلیم جو خدا کا انکار لاعلمی کی بنیاد پر کرتی ہے) سمیت ہندوستان سے خارج کیا گیا اور اب صرف سیلون۔ چین۔ اور جاپان پر ذراسی گرفت رکھتا ہے اور وہ بھی معلوم نہیں کب تک۔ اسلام ترکی یوروپ میں بے جان ہو کر گر جانے پر ہے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ مسیحی مذہب باوجود اپنی بعض کوتاہیوں کے بھی ایسا زندہ ہے جیسا نظام شمسی۔ وہ اپنے بانی کی عالمگیر کیرکٹر اور اعلیٰ انسانی زندگی میں برابر حصہ پاتا آیا ہے۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا مسیحی مذہب ناکام نکلا؟ دوسرے اُس کا یہہ جواب دیتے ہیں کہ ابھی تو وہ پورے پورے طور پر آزمایا بھی نہیں گیا۔ اگرچہ اُس نے پوری نشوونما بھی نہیں پائی تاہم وہ اپنی موج کے ساتھ ساتھ قوموں کو۔ تہذیب اور فلسفہ کے طریقوں کو۔ لازوال طاقتوں اور بڑے بڑے امکانات کو بہائے لئے جاتا ہے۔ اور دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ بنی آدم کی آیندہ تاریخ اُسی کی گرفت میں ہے۔ اُس کے متّا دلبا اوقات ناقابل اور بد نیادی مزاج ہوتے۔ اُس کے ماننے والے اکثر اُس کے اعلیٰ مضامین اور خیالات کے سمجھنے اور بیان کرنے میں قاصر نکلے۔ اُس کے ہزاروں پیرو اُس کے اخلاقی اور روحانی تقاضاؤں کے پورا کرنے میں پیچھے رہجاتے ہیں۔ لیکن اُس کی روح اُن سب سے زور آور ہے مسیحی مذہب کی ایک نہایت عجیب خاصیت یہہ ہے کہ اُس میں ترقی کرنے کی ایک حیرت افزا صفت پائی جاتی ہے وہ متواتر عمدہ سے عمدہ کیرکٹر کو پیدا کرتا آیا ہے اور زندگی اور ایمان کی اعلیٰ سے اعلیٰ صورتیں اُس سے برآمد

ہوتی آئی ہیں۔ میں ہمیشہ سے مانتا آیا ہوں کہ مسیحی مذہب کوئی خاص عقیدہ نہیں اگرچہ بہت سے عقائد اُس سے پیدا ہوئے ہیں۔ کہ وہ نہ کوئی خاص شریعت یا فری نامی تھیٹن یا گورنمنٹ یا آرڈر ہی ہو۔ البتہ یہہ سب اُس میں بکثرت موجود ہیں۔ اور وہ بڑھیں گے بھی۔ مگر مسیحیت ان سب سے اِس قدر بلند اور برتر ہو کہ بیان بھی نہیں ہوسکتا۔ میری دانست میں مسیح کا مذہب روحانی اور عملی زندگی کی ایک ایسی بھرپوری ہو جس میں انسان کی وہ تمام خوبیاں جو اُس کو نصیب ہوسکتی ہیں شامل ہیں ۔۔

مراسلات

سلسلہ کیلئے دیکھو اخبار نورافشاں

مطبوعہ ۲۲ جولائی ۱۸۹۶ء صفحہ

مخفی نماند کہ آنجناب محمد صاحب نے اسی پر بس نکیا بلکہ ایک اور الزام لگایا جو کہ سورہ توبہ میں مذکور ہو اور وہ یہہ ہو وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ ترجمہ کہا یہود نے عزیر یعنے عزرا کاہن خدا کا بیٹا ہو اور نصاریٰ نے کہا مسیح خدا کا بیٹا ہو یہہ اُن کے منہہ کی باتیں ہیں اگلوں کی بات کے مشابہ۔

ای میرزا صاحبو دیگر مولوی صاحبان سچ کہیو اول جزو آیت مذکورہ بالا کا تو صریح نادرست ہو یا نہیں حضرت نے کیسے بے خوف ہو کر اہل یہود کو ملزم گردانا کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کرسکتے ہیں کہ یہودیوں کا یہہ عقیدہ تھا؟ ای پیارے قرآنی بھائیو ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر قرآنی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا۔ اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہہ سنا۔ سچ ہو کہ تعصب دانا کی بینائی کو دور کر دیتا ہو۔ اور نہ سچائی کا نور اُس کے قلب پر چمکتا ہو۔

اِس میں ذرا شک نہیں کہ اہل یہود بجز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو خاص نہیں سمجھتے اور نہ اُس کے برابر۔ ہاں اگر محمد صاحب یہہ کہتے کہ قالت الیہود موسیٰ ابن اللہ تو یہہ سچی بھی ہو اور مجھے یاد آگیا خلیفہ عثمان جامع قرآن سے سہو نہ ہوگیا ہو یا شاید حضرت ہی کا مغالطہ ہو۔ میرزا صاحبو ذرا اپنے وہی مولی سے تو دریافت فرماؤ کہ درست کیا ہو اور بہہ حوالہ آیت توراۃ کے پیش کرو۔ ورنہ اِس قرآنی غلطی کی تصحیح فرماؤ۔ کیونکہ یہودی ہرگز عزیر کو ابن اللہ نہیں مانتے۔ سراسر یہہ سفید الزام اُن بیچاروں پر ہو۔ دوسرا جزو تو البتہ صحیح ہو کہ تمام عیسائی یسوع مسیح کو ابن اللہ کہتے بلکہ اپنا پیارا خداوند اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ نہ صرف مانتے ہی بلکہ ہزارہا ہزار اور لاکھا لاکھ نے اپنی جانوں کو اُس کی محبت میں محو ہو کر اُس پر سے تصدق و قربان کر ڈالا۔ اور یہہ بھی معلوم ہووے کہ انجیل جلیل میں ابن اللہ ہونا بہت صاف طور سے اپنے حق میں یسوع مسیح نے ثابت کر دیا کہ جس میں ذرا حجت نہیں اور نہ مجال کلام ہو کہ چوں تک زبان پر لاسکے۔ اِس مقام پر یہہ بھی یاد رہے کہ مسیح یسوع ابن اللہ محمد صاحب کے معنوں کے موافق نہیں۔ کیونکہ وے تو اُس کی اصل ماہیت کو نہیں سمجھے اور نہ اُن میں سمجھنے کا مادہ ہی تھا۔ صرف مجازی معنے سمجھ کر خاتمہ بالخیر کر دیا۔ جیسا کہ ہم گذشتہ بیانات میں ذکر کر آئے ہیں۔ اعلیٰ اور حقیقی معنے اُن کے خیال شریف میں نہیں آئے۔ اِس لئے میرے قرآنی بھائیو مناسب ہو ابن اللہ کے حقیقی معنے سمجھو تاکہ تمہاری ضمیریں ضلالت کو چھوڑ کر روشنی میں شامل ہوں۔ آمین۔

دیکھو محمد صاحب نے اپنی سمجھ کی خوبی و صفائی یہاں تک ہی نہیں دکھائی بلکہ الزام کی طغیانی کو حد درجہ تک پہنچا دیا۔ جیسا کہ اِس قرآنی آیت سے واضح ہو رہا ہو۔ ۳۱ اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ الی الٰہًا واحدًا ترجمہ اُنہوں نے عالموں اور درویشوں کو اپنے کو پروردگار سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور نہیں حکم کئے گئے مگر یہہ کہ بندگی کریں معبود ایک کو۔

سبحان اللہ یہہ الزام تو محمد صاحب کا بالکل بیہودہ ہو اور عناد تعصبی ظاہر کیونکہ یہودی اور عیسائی اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا پروردگار ہرگز نہیں جانتے تھے۔ بلکہ وے تو اپنے سچے معبود کی بندگی اور عبادت بجا لاتے تھے۔ بلاشک یہہ تو محمد صاحب کا صرف ایک محض الزام ہو تاکہ کسی نہ کسی طرح سے اُن پر جہاد کا حکم جاری کیا جاوے۔ کیونکہ اوائل اسلام میں اہل کتاب پر جہاد جائز نہ رکھا گیا تھا۔ اب چونکہ مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تھا اِس لئے کسی نہ کسی بہانہ سے دل بیقرار کو قتل کے ذریعہ سے ٹھنڈا کیا جاتے ہیں۔ اور نئے نئے الزام لگا کر متہم گردانتے ہیں کہ وے اپنی شریعت سے برگشتہ ہیں۔ اور اپنے عالموں اور درویشوں کو پروردگار کرکے ملتے ہیں۔ باقی آیندہ۔

الراقم ۔

ہری خادم الدین ایس پی جی مشن جموں علاقہ ایس پی جی

پیدائش کا حق بیچا گیا

(ماخوذ از وعظ ڈاکٹر ہوڈس صاحب)

عبرانیوں ۱۲-۱۶

میں خیال کرتا ہوں کہ جب سے دنیا ایجاد ہوئی اُس وقت سے اب تک کوئی ایسی بیوقوفی کا سودا نہیں ہوا۔ ذرا خیال کرو کہ ایک شخص نے غلطیوں کے جنگل میں کیا کیا۔ میں تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ اُس کی زندگی کا حق کیا تھا۔ اسحٰق کا پہلوٹھا بیٹا ہونے کے سبب اُس کی آیندہ زندگی نہایت ذی عزت زندگی تھی۔ اُس کا دادا مورث اعلیٰ ابراہیم جس سے خدا نے قسم کھائی تھی کہ تو اپنے وطن سے نکل اُس ملک میں جا جسے میں تجھے بتاؤں گا اور میں تجھے برکت دوں گا۔ اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو لوگوں کے لئے برکت کا باعث ہوگا۔ یہ جو عجیب برکت تھی وہ پشت در پشت اسی پہلوٹے کے سلسلہ میں ظاہر ہونے والی تھی اُس وقت تک کہ مسیح میں کامل ہو۔ جس کی بابت زبور والا نبوت کے کلام میں گاتا ہے کہ تمام انسان اُس سے برکت پائیں گے اور ساری قومیں اُس کو مبارک کہیں گی۔ اسحٰق کا پہلوٹا ہونے کے باعث عیساؤ قدرت سے ٹھہرایا گیا تھا صرف یہی نہیں کہ وہ قوموں کا سردار اور باپ کی میراث کا وارث ہوگا بلکہ وہ اُس قوم کی جس پر خدا کی رحمت تھی اور جو قوم آسمان کے ستاروں اور زمین کی ریت کی مانند ہونے والی تھی اُس کا سرگروہ ہونے والا تھا۔ علاوہ اس کے روحانی استحقاق کا بھی وہ مستحق تھا پہلا ہونے کے سبب وہ اُس خاندان کا کاہن ہونے والا تھا اُس کو حق ملنے والا تھا اُس وعدے کا جو خدا نے ابراہیم سے کیا تھا جس سے مسیح اُسکی گھر سے نکلنے والا تھا۔

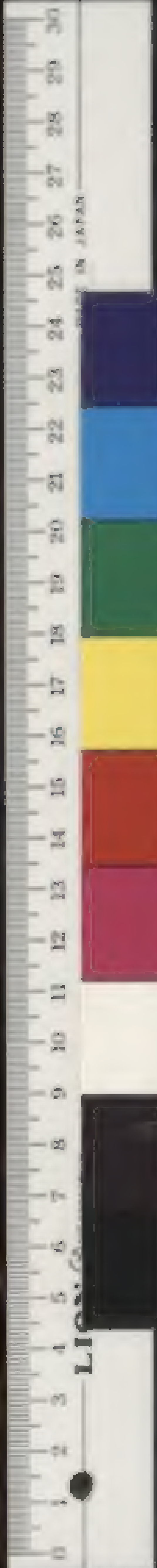
اُن دنوں میں کسی میں آدمی کی نیک زندگی اس سے زیادہ نہ تھی ایسی نعمتیں کسی کے سامنے نہ تھیں۔ وہ بھی کوئی زندہ انسان دنیا میں اُس کی مانند نہ تھا جیسی نعمتیں اُس پر تھیں کسی دوسرے پر نہ تھیں۔ اُس کی پیدائش کے حق میں اُس کے لئے جو سب کچھ تھا وہ بڑا ہی قیمتی اور انمول تھا دوسری ہر قسم کی زندگی اور دولت سے وہ بہتر تھا ہم خیال کرتے ہیں وہ اِن تمام نعمتوں کی بڑی قدر کرتا ہوگا اور اُس کو مبارک جانتا ہوگا۔ اگر کوئی اُس سے سوال کرتا کہ یہ سب مجھے دو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑے غصے سے کہتا کہ نہیں ساری دنیا کے بدلے بھی نہیں۔ مگر تو بھی دیکھو کہ کیسے بُرا اُس کو پہنچا۔

کیا دس ہزار من سونے کے لئے؟ نہیں۔ سنو یہ آیت کیا کہتی ہے گوشت کے ایک لقمہ کے لئے۔ اُس نے اپنی ملکیت اور اپنے سب استحقاق کو ایک لحظہ کی تسلی کے لئے نثار کیا۔ اُس نے بادشاہی سلسلے سے قدم باہر نکالا اُس نے قسم کے ایک ہی جھٹکے سے اپنا نام اُس بادشاہی مشہور شجرہ سے نکال ڈالا کیونکہ وہ اسی وقت جنگل سے شکار کر کے آیا تھا۔ جیسے ہی وہ گھر میں آیا اور دیگچے سے بھنا ہوا کی خوشبو اُس کے دماغ میں گئی۔ تب اُس نے خیال کیا کہ اگر اِس میں کا کچھ مجھے ملے تو اُس کی ایک رکابی کے بدلے جو کچھ کہ میرا ہے دے دوں گا تب وہ منہ میں پانی بھر لایا اور گھبرا کر یعقوب کی منت کر کے کہنے لگا میں بھوک کے مارے مرا جاتا ہوں مجھ کو دے مسور کی دال میں سے جو تو نے ہانڈی میں تیار کی ہو۔ یعقوب ایسا شخص تھا جو اپنی بڑی نظر رکھا کرتا تھا موقع کو غنیمت جانا مگر ہوشیاری کی عقل کو کام میں لایا اور اپنا نفع کمایا جو کہتے ہیں کہ ہوشیاروں کی تیز عقل جوان کی نسل میں چلی آئی ہے کہ جو جانتے ہیں کہ ایک پائی کو کس طرح کام میں لانا چاہئے اُس نے یہی موقع پایا اور ایک عجیب سودا ٹھہرایا۔ اُس نے کہا کہ اچھا میں تجھے اس میں سے دوں گا اگر تو اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق مجھے دے دے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ششدر ہوا ہوگا اُس وقت جب کہ اُس کے سامنے یہ سودا رکھا گیا۔ اُس کا چہرہ سرخ ہو گیا ہوگا مانند اُس دیگچے کے جو وہاں پک رہا تھا۔ وہ شکاری جو بھوکا تھا وہ صبر کرنا یا ٹھہرنا اس کی بابت کچھ نہ سمجھتا تھا اُس نے کہا میرا حق میرے کس کام آئیگا جو میں بھوکا مر جاؤں۔ یعقوب ادھر مجھ کو وہ پکا ہوا دے میرا حق وہ تیرا ہے۔

اُس کو جو اس طرح کی بڑے زور شور سے بھوک لگی تھی پوری ہوئی اور اس میں تعجب نہ ہوا اُس نے جانوروں کی خواہش پوری کی۔ وہ تباہ ہو چکا۔ پیدائش کا حق جاتا رہا کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب اُس نے چاہا کہ اُسے حاصل کرے تو اُس کا انکار ہوا کیونکہ اُس کو توبہ کرنے کی جگہہ نہ ملی اگرچہ اُس نے آنسو بہا بہا کے ڈھونڈی۔

ایسا خیال نہ کرنا کہ میں بیدردی سے کہہ رہا ہوں۔ اس مجمع میں بہتیرے ایسے ہیں جو اُس عیساؤ کی مانند غلطیاں کرتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ ایسی غلطیاں کرتے ہیں جو اُس سے بھی زیادہ تر خوفناک ہیں۔ وہ تو مر گیا اور اس کو گذرے ہوئے ۳۷۰۰ سو برس ہوئے تب ایک الہامی رسول نے عبرانی مسیحیوں کے لئے ایک خوب مطلب نصیحت کی اور انہیں کہا کہ خوب دریافت کرو ایسا نہ ہو کہ تم میں کوئی عیساؤ کی مانند فریب کھاوے۔ اور اب جب دوسرے ۱۸۰۰ سو برس ہو گذرے تو بھی یہ بات بالکل تازہ ہے۔ اس لئے



ضرورت کی نصیحت آج تک دیتی ہے اور وہ ہمیشہ دیتی رہیگی۔ و باقی آئندہ۔

راقم

جے۔ بی۔ ایل۔ از بمبئی

اُمہات مومنین

ہمارا سفر اور اُمہات مومنین کا محمدیوں کے دلوں پر اثر

ہم سفر کرتے ہوئے ۱۱ اگست کی شام کو قریب نو بجے علیگڈھ پہنچے یہاں تک تو ہمارے ساتھ اکثر ہندو ہی مسافر تھے مگر اب دو تعلیم یافتہ محمدی لال چند علیگڈھ کالج فراک کوٹ زیب تن کئے کمپارٹمنٹ میں داخل ہوئے سلام علیک کے بعد سر سید مرحوم کا تذکرہ چھڑا کچھ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ان دونوں کی نظریں ہمارے گلیڈسٹون بیگ پر پڑیں جو اوپر کی بنچ پر رکھا ہوا تھا اور جس پر یہ عبارت موٹے حروف میں کندہ تھی۔ [illegible] [A. S.] ایک نے دوسرے کی طرف نگاہ کی اور کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ دیا اب ان دونوں کی نظریں ہم پر کچھ غیر معمولی نگاہ سے پڑنے لگیں۔ کچھ دیر تک سید محمود کی سکرٹری شپ محمڈن یونیورسٹی کے اغراض اور فہرست چندہ و رسالے وغیرہ ہوتی رہی اب ایک صاحب نے مجھ کو مخاطب کرکے کہا کہ معاف کیجئے آپ سے ایک بات دریافت کرنا ہے امید ہے کہ آپ اُس کو ہماری گستاخی پر محمول نہ فرماوینگے۔

میں نے کہا بہت اچھا آپ کو دریافت کرنا ہو خوشی سے پوچھئے میں جواب عرض کرنے کو حاضر ہوں "معلوم کیا آپ کا اسم سامی ڈاکٹر احمد شاہ شایق ہے جنہوں نے حال ہی میں ایک کتاب "اُمہات مومنین" تصنیف کرکے اہل اسلام کے درمیان مفت تقسیم کر دی ہے؟"

"آپ کے سوال کا مختصر جواب گو صرف "ہاں" ہے مگر تصنیف کی نسبت کلام ہے البتہ مشتہر میں ہوں۔"

"تو کیا اُس کا مصنف کوئی دوسرا ہی شخص ہے؟"

"جی ہاں اور وہ ایسا ہی ہے جو اپنا نام ہرگز ظاہر نہ کریگا۔"

"بھلا صاحب اس میں کیا مصلحت ہے ہمارے نزدیک تو آپ ہی اس کے مصنف ہیں مشتہر صرف جرم کو ہلکا کرنے کی غرض سے بنتے ہیں۔"

"آپ کے خیال میں اگر میں ہی اس کا مصنف ہوں تو کیا اور اگر نہیں ہوں تو کیا میرا مشتہر ہونا مصنف ہونے کی نسبت زیادہ ذمہ واری کا کام ہے باقی رہا جرم کو ہلکا کرنا یہ آپ کی خوش فہمی ہے جناب عالی آپ نے قانون کس طرح پڑھا ہے اور اگر آپ کے نزدیک سوا میرے اس کا کوئی دوسرا مصنف نہیں تو خیر آپ کے خوش کرنے کو میں ہی اس کا مصنف ہو جاتا ہوں ورنہ ابھی تک اس کا کوئی دوسرا دعویدار بھی پیدا نہیں ہوا۔ حضرت سچ تو یوں ہے کہ وہ کتاب ایسی ہے کہ ہر شخص کا جی چاہتا ہے کہ اس سے منسوب کر دی جائے۔ گستاخی معاف آپ محمدی ہیں جی تو آپ کا بھی جی چاہتا ہوگا خواہ پیچھے سے محمدی بھائی آپ کو مرتد ہی گردانیں کیوں حضرت سچ کہنا کیسے پتے کی کہی۔"

اس پر دونوں صاحب مسکرائے اور بولے کہ "آپ بڑے ہی خوش مذاق ہیں زبان کیا ہے کترنی ہے۔" "آداب عرض کرتا ہوں خوب تعریف کی آپ نے۔"

"آپ بڑے خوش قسمت کہ سر سید انتقال کر گئے ورنہ نصف کتاب کی تو وہ خبر لے ہی چکے تھے۔"

"جو کچھ آپ نے سر سید کی بابت ارشاد فرمایا اگر وہ سچ ہے تو اس طرح کہ سر سید اپنی خوش قسمتی سے نقل وطن کر گئے اُن کو میرے ہاتھوں زیادہ ذلیل ہونا ہوتا تھا وہ بوڑھے بابا بری کیا خبر رکھتے جو کچھ اُن کی خبر لی گئی ہے اُس کی خبر ہم آپ کو کئے دیتے ہیں اگر کچھ شوق ہو تو ڈھائی گذشتہ کے اشاعت نور افشاں ۲۵ دسمبر میں دیکھئے اُن کی تحریر کا جواب ملیگا اور دیکھئے کہ سید مرحوم اور اُن کے ہم خیالوں کی کیا کچھ گت بنائی گئی ہے کتاب تو لاجواب ہوئی ہے جو کوئی جواب لکھنے کی کوشش کریگا کلیجہ پھٹ جائیگا تعجب کہ میری کتاب ہی سر سید کی موت کا باعث متصور ہو ایسا ہونا ممکن تو نہیں مگر تعجب خیز ضرور ہے کہ دو دن پہلے اس قسم زور شور سے کتابوں کا ڈھونڈھ مچ گیا جائے اور وحیدالدین سلیم اعتراضات چھاپیں سر سید جواب لکھیں اور آنا فانا مرحوم کہلا دیں ہو گیا۔ میں ضرور سر سید کو خوش قسمت لوگوں میں شمار کرتا ہوں کیونکہ ایسا جواب لکھ کر اُن کا جیتا رہنا گویا کسر شان تھا پھر اگر زیادہ غور کرتا ہوں تو سر سید کو کچھ الزام نہیں ایسی کتاب کا جواب تو ہو ہی نہیں سکتا ہاں ایک الزام ہے وہ یہ ہے کہ خواہ مخواہ اُن کی موت کے بعد لوگوں نے اس تحریر کو "اُمہات مومنین" کا کوئی جواب جانا اور اُس کو شائع کرکے سر سید کی شہرت میں داغ لگایا۔"

"آپ اپنے نزدیک اس زٹل اور فحش رسالہ کو کوئی لاجواب کتاب سمجھے بیٹھے ہیں سچ ہے کس نگوید کہ دوغ من ترش است۔"

"میں کیا تمام ضعف مزاج اُس کا لاجواب ہی

کہتے ہیں آپ زٹل کہیں آپ کے زٹل کہنے سے کہیں وہ زٹل ہوا جاتا ہی۔ آپ نے اُس کو پڑھا بھی ہی یا یونہی لوگوں سے سُنی ہوئی بات کا اعتبار کر کے مارے جلن کے یہہ گرمی و حرارت پیدا ہو رہی ہی؟"

"جی ہاں میں نے تو اُس کو پڑھا ہی اور میرے یہہ دوسرے دوست اُن لوگوں میں سے ایک ہیں جن کے نام آپ نے یہہ کتاب بطور عیسوی تحفے کے روانہ کی تھی مجھ کو اس کتاب کو خاص طور سے پڑھنا پڑا کیونکہ میرے پاس قانونی مشورہ کی غرض سے آئی ہی اور آج کل میں نے ایک اپنے ساتھی کو دیدی ہی کہ وہ بھی اُس کو بغور پڑھیں اور اپنے طور سے اِس کا برائف بنالیں"

"تو یہہ کہیں آپ میرے مخالف عدالت میں جرح ثابت کرنے کی کوشش کریں گے بھلا ایمان سے کہئے کہ کوئی قانونی گرفت ہو سکتی ہی دیکھئے ہو تو آپ محمدی اور میں عیسائی اور یہہ عجب اتفاق کہ میں کتاب کا ذمہ دار اور آپ میرے خلاف پیروی کرنے والے ہم دونوں ایک ہی گاڑی میں سفر کر رہے ہیں اور اسی بات کا تذکرہ ہو رہا ہی۔ اپنے ایمان سے کہنا کہ کچھ بھی ہو سکتا ہی"

مجھ اکیلے پر کیا فرض ہی بہت سے وکلا کے پاس یہہ کتاب گشت کر آئی ہی میرے خیال میں قانونی کارروائی تو ہو سکتی ہی مگر انصاف کا ملنا ذرا مشکل۔ آخر لیکھرام لاہوری کے مقدمہ میں کونسا انصاف ملا تھا جو اس میں کوئی امید کی جائے بھائی صاحب اصل بات تو یوں ہی کہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" آپ کے بزرگ اسلام سے نکلکر دین عیسوی میں داخل ہوئے یہہ تمام باتوں سے واقف تھے اور اپنا ذخیرہ اور سرمایہ اپنی اولاد کے سپرد کر گئے آپ نے نمک مرچ لگا کر اُس کو مبالغہ کے ساتھ پبلک کے روبرو پیش کر دیا۔ اب بہت سے امور جو کتب سیر میں درج ہیں بالکل صحیح مگر آپ کاہے کو مانیں گے اگر بحث قانونی میں ایسا کہا جائے تو سوال پیدا ہوگا کہ اس سے مصنف امہات مومنین پر کوئی جرح ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُس کی بریت۔ اور اگر ان روایات کو نامعتبر کہا جائے تو جو الزام آپ نے تراشے وہ آنحضرت صلعم پر چسپاں ہوئے جاتے ہیں لہذا کیا جواب دیا جائے سید نے جواب دیا آپ ہمارے عذر کے قبول نہیں کرتے صرف ایک معذرت آپ پیش کرتے ہیں کہ کتب سیر میں بہت سی روایتیں نامعتبر ہیں اصل میں یہہ وہی سید مرحوم کی آواز بازگشت ہی جس کا جواب ہم سید کے جواب میں دے چکے مگر میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ آپ ایک جواب ضرور دے سکتے ہیں اور وہ جواب آنحضرت اور آپ کی محمدیت اور امہات مومنین کے مصنف کے لئے ناطق ہوگا اور وہ یہہ ہی کہ آپ تمام کتب سیر تواریخ اور قرآن جس قدر روئے زمین پر ہیں جلوا ڈالیں اور تب دعوی کر کے کہیں کہ کہاں ہی امہات مومنین کا مصنف ثابت کرے کہ کونسی کتاب میں وہ الزام ہیں جو **آنحضرت صلعم** پر لگائے ہیں۔ لیکن حضرت پھر **حضرت**۔ حضرت بھی نہیں رہ سکتے اور نہ آپ کی محمدیت کا وجود۔ سید نے جو جواب دیا اُس کا جواب ہم اُن کے ہم مذہبوں کو دے چکے اگر کسی میں ہمت ہو تو کچھ بول کے تماشا دیکھے۔ یہہ جو آپ نے کہا کہ انصاف کا ملنا دشوار ہی رحمن مراد آبادی اور مسٹر ولیم ریواڑی کے مقدمہ میں کیوں انصاف ملا تھا کیا ہم اُس کو گورنمنٹ کی ناانصافی خیال کریں

اس پر دونوں کے چہروں پر مردنی سی چھائی اور کہنے لگے "بندہ نواز ہم نے غلطی کی کہ آپ کو چھیڑا ورنہ یہہ سخت کلامی کاہے کو سُنتے کہ قرآن جلوا ڈالو یہہ کرو اور وہ کرو یہہ تو ہم مسلمانوں کا قصور ہی دیکھو اس محمد حسین کو جو اپنے کو مولوی کی دُم خیال کرتا ہی کیا شامت سوار ہوئی جو ہزار روپیہ کی تحدی کر بیٹھا اب کیوں نہیں بولتے اللہ ایسے دشمن عقل سے بچے"

"اللہ تو ضرور اُس سے بچے گا ہم کو تحدی کی کہ ہزار دیتا ہوں اگر ایک گستاخی ثابت کرو۔ خدا جانے اب کیوں نہیں دیتا۔ آپ تو بیرسٹر ہیں اور اس سے کچھ بیزار بھی معلوم ہوتے ہیں پھر آدھے ساجھے کی ٹھہری جو کا لاسٹ سب خرچ ہوتا ہی وہ آپ لیں اور جو ہم جیت ڈگری ہو تو نصف النصف۔ کہئے منظور دیکھئے کیسا کھرا منتانہ دیتا ہوں اگر ولایت میں کوئی اس طور سے تحدی کرتا تو فوراً روپیہ خود چھیدیتا وہاں اکثر ایسے ([illegible] Prize) کے اشتہار ہوا کرتے ہیں مگر ہم عیسائی مجاہدین کو جہاد سے مال سمیٹنا منظور نہیں ہی صرف کافروں کی حد توڑنا" ابی آپ تو دل لگی کرتے ہیں محض محمد حسین کی تحدی نے آپ کو بڑے گھر سے بچا دیا ورنہ اب تک کب کی نالش دھا دی ہوتی اب تو **مرزا قادیانی** ہی سا کوئی جواب دینے والا کفر اہو تو ہو ورنہ کون شخص آپ کیلئے فحش بکواس کر کے اپنا منہ گندا کریگا بہت سے متین طبع مولوی صاحبان محض اس خیال سے جواب دینے کی جرأت نہیں کرتے"

"مرزا مُردہ خیر ہی اب اُس کی قدر نہیں انجام آتھم میں جو کچھ بکواس اُس نے کی ہی اُس سے اُسکا بیہودہ پن ظاہر ہوتا ہی اور اگر اُس نے امہات مومنین کے جواب میں ویسے ہی الفاظ سے کام لیا جیسے کچھ اُس نے انجام آتھم میں استعمال کئے ہیں تو پڑھے گھر کی ہوا تو ضرور کھلوا دونگا اور ایسا جواب دونگا کہ اس کا پوال نبوت اور زٹل خوانی کا الہام مارا مارا پھرے

سلسلے کیلئے دیکھو صفحہ ۹ کالم اول

کیا ہی یہ لکھتے ہوئے آپ بھول گئے کہ مسلمانی نکاح کے لئے ولی و شاہد ضرور ہیں۔ جو اس قسم کی بے ایمانیوں کو روکنے کے واسطے ہوتے ہیں پس تنازعات کا کوئی معقول اندیشہ نہیں ہو سکتا اور اگر ہو سکتا تو اس سے بیشتر نہیں کہ کوئی مسلمان عورت کا مہر دو ہزار مقرر کر دے اور وقت دعویٰ کے کہنے لگے اس کا مہر ایک جوڑا پائجامہ۔ یا نعلین مقرر کیا تھا پس جو چارہ اس کا یہاں بھی اُس کا ہو گا اور یہاں جو امر روشن ہوتا ہے یہی ہے کہ حضرت اپنے لئے وسعت و فراخی ڈھونڈھنے والے تھے جو اُمت کے لئے ہو نہیں سکتی تھی۔ چنانچہ یہ نفس کی مصلحت خود قرآن میں میں اُسی مقام پر بتا دی لکیلا یکون علیک حرج تا نہ رہے تجھ پر تنگی باوقت۔ دیکھئے یہ ذاتی رعایت ہے۔ اور وہ بھی شہوت رانی کے معاملہ میں۔ کیا اس کا کوئی عذر ممکن ہے؟

ہمارا ایک الزام آنحضرت پر یہ تھا کہ گو مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح کا عدل (جس کو وہ صرف مجبوری سے عدل کہتے ہیں) عورتوں کے ساتھ سلوک میں فرض کر دیا گیا تھا مگر حضرت نے سورہ احزاب کی آیت سے اپنے تئیں مطلق العنان کر لیا اُن پر وجوب قسم کوئی فرض نہ تھا۔

سید صاحب نے مسلمانوں کے اس عدل کو بڑے تشدد کے ساتھ بیان کیا تھا اور بڑا مبالغہ کیا تھا سید امیر علی نے لکھا تھا کہ "مولوی سید احمد خاں صاحب نے فرمایا ہے کہ تعدد ازدواج میں بہت سے شدید قیود لگا دئے گئے ہیں اور بہت سے سخت قواعد مقرر کر دئے گئے ہیں۔ جیسا چاروں ازواج کے مواجب و حقوق میں مساوات کلی رکھنا اور چاروں سے برابر الفت اور محبت رکھنا وغیرہ وغیرہ" جس پر ہم نے اُمہات کے حصہ میں بحث کی ہے۔

سورہ احزاب کی آیت یعنے اپنی ازواج میں سے جس کو چاہئے علیحدہ رکھئے اور جس کو چاہئے اپنے پاس رکھئے" آپ کہتے ہیں "اس آیت سے اکثر مفسرین نے سمجھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے پہلے آنحضرت صلعم پر باری باری سے اپنی ازواج پاس رہنا واجب تھا اور اس آیت سے باری باری سے اپنی ازواج پاس رہنا واجب نہیں رہا۔ . . . سورہ نساء کی آیت فان خفتم ان لا تعدلوا لفظ تعدلوا سے ازواج میں عدل کرنا واجب ٹھہرایا ہے اور

روایت سے ثابت نہیں ہے۔ معہذا انجیلوں سے جو اس وقت موجود ہیں تعدد ازواج کا امتناع کسی طور پر پایا نہیں جاتا۔"

ہم نے نہ خدیجہ کو عیسائی بتایا تھا اور نہ خویلد کو اور نہ بجز ورقہ کے اس خاندان کے کسی اور شخص کو۔ جو کچھ ہم نے لکھا تھا وہ یہ ہے کہ "خدیجہ با ایمان تھی اس کا بھائی ورقہ بن نوفل قریش سے نکل کر قبل زمانہ اسلام عیسائی ہو گیا تھا اور کتب مقدسہ کا پڑھنے والا تھا خدیجہ اس سے رجوع کیا کرتی تھیں (بخاری پارہ اول بدو وحی) اور اپنے بھائی کے دین کی معتقد بھی تھیں" صفحہ ۹ "ہاں ہم یہ بھی بتائے دیتے ہیں کہ ورقہ عیسائی تھا اور خدیجہ اُس کی بہن تھی عرب کی جہالت اور اس کی رسمیں اُن کے مکان میں جگہہ کم پاتی تھیں ضرور خدیجہ اور ورقہ دونوں عیسائی تو احد ایک زوجہ کے ماننے والے تھے وہ عرب کے بت پرستوں کی تقلید کرنے والے نہ تھے۔"

ورقہ ایک عالم فاضل آدمی تھا۔ قریش میں سوائے اس کے کوئی اور ایسا نہ تھا اُس نے بتوں اور بت پرستی کو چھوڑ کر دین عیسائی قبول کیا۔ تجربہ کار جہاں دیدہ عمر رسیدہ بزرگ آدمی تھا۔ ہر عاقل کو ماننا پڑیگا کہ وہ اپنے خاندان کا مرجع تھا اہم امور میں لوگ اُس سے مشورہ لیتے تھے اور اس کی رائے و عقل کی قدر کرتے تھے یعنے ورقہ کا اثر یعنی اُس کے کل خاندان پر تھا۔ ہم نے خدیجہ کو "اپنے بھائی کے دین کی معتقد" بتایا تھا۔ ہم نے نہیں کہا کہ مثل ورقہ وہ عیسائی تھی۔ فارسی تاریخ طبری کا یہ فقرہ مشہور ہے۔ خدیجہ کتب ہائے پیشین خواندہ بود و خبرہائے پیغمبراں دانستہ۔ اور حدیث بخاری میں صاف صاف لکھا ہے کہ جب غار حرا میں اول نزول وحی سے حضرت سراسیمہ و پریشان ہو کر گھر میں آئے اور خدیجہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے فوراً ورقہ کی خدمت میں پہنچایا اور اس نے اُن کو سمجھایا کہ یہ شخص اُس ناموس سے ہے کہ جو موسیٰ پر نازل ہوا تھا اور وہ دونوں ٹھنڈے دل سے گھر میں آئے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ خدیجہ اہم دینی کاموں میں ورقہ سے رجوع ہوتی تھی اور اس کے دین کی معتقد تھی۔ قریش تو بت پرست تھے مگر کیا وجہ ہے کہ خدیجہ کی بت پرستی کی کوئی روایت نہیں ہے پس اس کا کیا دین تھا تم بتاؤ؟ اور سمجھاؤ کہ وہ ورقہ کے دین کی معتقد نہ تھی اور



باری باری سے ازواج پاس رہنا بھی عدل میں داخل کیا ہے مگر یہہ صرف ایک ایسا حکم ہے کہ آیت کے الفاظ سے استنباط کیا ہے مگر نص نہیں ہے" آپ بعض حالتیں بیان کرتے ہیں جو باری باری کی مانع ہیں" علاوہ اس کے خود دو عورتوں کی طبعی حالت یکساں نہیں رہتی پس ایسی حالت میں باری کا التزام نہیں ہو سکتا اس واسطے خدا نے آنحضرت صلعم کو اجازت دی ہے کہ ازواج میں سے جس کو چاہو علیحدہ رکھو اور جس کو چاہو اپنے ساتھ رکھو" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا سید صاحب یہہ سمجھتے ہیں کہ یہہ حکم عورتوں کی رعایت سے دیا گیا ہے نہ کہ آنحضرت کی رعایت سے اور جب کوئی امر خود عورتوں کی جانب باری کا مانع ہو تو باری کے توڑنے کی اجازت ہے۔ اگر یہہ بات ہے تو ہر مسلمان پر ایسی حالت میں باری کو توڑنا فرض ہوگا آنحضرت کی کوئی خصوصیت نہیں اور وہ حکم عام ہو جاویگا یہہ بھی غلط ہے۔ اس آیت میں اُس کی اجازت ہے کہ اگر کوئی بھی امر مانع نہ ہو خواہ طبعی خواہ غیر طبعی حضرت کو اختیار ہے کہ بلا عذر کسی عورت کو الگ رکھیں یا پاس بلا لیں اور عورت کو کوئی شکایت کرنے کی جرأت نہ ہو۔ ایسی حالت مسلمانوں کے لئے جائز نہیں صرف آنحضرت کو جائز ہے۔ اگر ایسی حالت میں مسلمان عدل و باری کا خیال ترک کرے تو گنہگار ہے اس لئے اس استثنا کے حکم کے ساتھ حضرت کو کہا گیا فلا جناح علیک اور عورتوں کو دلاسا دیا ذالک ان تقر اعینهن ولا یحزن ویرضین بما اتیتهن کلهن یہہ اسلئے کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غم نہ کریں اور اسی پر راضی رہیں جو تو اُن سب کو دیوے۔ حسینی بتلاتا ہے کہ چون دانستند کہ آنچہ تو میکنی از ارجا و ایوا و تقریب و تبعید بفرمان خدا است ملول نشوند و گردن نہند دیکھئے یہہ بالکل رعایت حضرت کی ہے بخلاف عمل مسلمانوں کے اور عورتوں کی رعایت مطلق نہیں بلکہ اُن کو سمجھایا جاتا ہے کہ وہ اپنی اس حق تلفی پر غم نہ کریں اور اپنے دل راضی کر لیں یہہ سمجھ کر کہ حضرت دنیاوی فرمان اللہ کے حکم سے مجبوراً اُٹھایا کرتے ہیں۔ ہم نے دکھلایا اور قرآن خود اس پر یہہ روشن ہے اور نیز مفسرین نے بتلا دیا کہ یہہ حکم رعایتی خاص حضرت سے متعلق ہے اور اس میں مسلمان داخل نہیں۔ آپ ان باتوں کا مطلق لحاظ نہ کرکے حضرت کی معذرت کرنے کے واسطے ایک نئی بات فرماتے ہیں" یہہ حکم طبیعت انسانی کے موافق

ہے اور آنحضرت صلعم اور تمام انسانوں سے یکساں متعلق ہو سکتا ہے" یعنے یہہ حکم حضرت سے مخصوص نہیں ہے۔ بالکل غلط ہے چونکہ تمام مسلمان ہمارے دعویٰ کے موافق اس آیت کا مطلب سمجھ رہے ہیں لہذا ہم اس پر زیادہ بحث نہ کریں گے یہاں سید صاحب ہماری مخالفت نہیں کرتے بلکہ قرآن اور مسلمانوں کی کرتے ہیں۔

ازواج مطہرات

یہاں تک سید صاحب نے ہمارے صرف چند اصولی اعتراضوں کا جواب دینے کی کوشش کی تھی۔ دراصل سید صاحب نے جواب نہیں دیا بلکہ انہیں دعووں کو جن کی تردید ہم نے مفصلاً کی تھی۔ نئے الفاظ میں بیان کر دیا تھا ہم نے جو کچھ اس بحث میں لکھا تھا وہ سید امیر علی اور دیگر فاضلوں کی تردید میں تھا سید صاحب نے اُس جزو پر مطلق توجہ نہیں کی۔ صرف زینب کے حالات پر کچھ لکھا ہے جس کی تردید ہم کریں گے اور علاوہ اس کے جو قابل اعتراض باتیں اُن کی اس تحریر میں ہیں اس کا بھی واجبی نوٹس لیں گے۔

خدیجہ بیٹے امہات میں سید امیر علی اور اُن کے دیگر ہم خیالوں کی کماحقہ تردید کی تھی اور آفتاب نیم روز کی طرح دکھلا دیا تھا کہ نہ اس نکاح کے دوران میں حضرت کا دوسرا نکاح نہ کرنا حضرت کی کوئی خوبی ثابت کرتا ہے۔ نہ حضرت نے اس نکاح سے اپنے اوپر کوئی ذمہ داری ایسی اُٹھائی تھی کہ جس سے وہ قابل مدح ہوں۔ بلکہ آنحضرت تنگدستی اور فقر و فاقہ کے ستائے ہوئے تھے اور اپنے تئیں خدیجہ کے ہاتھ بیچ چکے تھے سید احمد ہماری اُن دلایل کی کوئی تردید نہیں کر سکتے ہاں صرف ایک بات پر اعتراض کرتے ہیں" آنحضرت صلعم کا دوسری عورت سے حضرت خدیجہ کی زندگی میں نکاح نہ کرنے کا کوئی سبب ہو۔ مگر یہہ بات کہ اسوقت تک موافق رسم عیسائی مذہب کے آنحضرت صلعم دوسرا نکاح نہیں کر سکتے تھے محض غلط ہے۔۔۔۔ ورقہ بن نوفل شام میں جاکر بذات خود عیسائی ہو گیا تھا مگر یہہ بات کہ خویلد حضرت خدیجہ کا باپ اور حضرت خدیجہ اور اُن کے خاندان کے لوگ بھی عیسائی ہو گئے تھے کسی

اور اُس کے جوابوں کا پتہ تک نہ لگے بانی جیس طبیع دودی صاحب اگر جواب لکھیں گے تو اُس کے جواب میں سوا فحش سول کے ڈکاروں کے اور کچھ نہ ہوگا"

"ایک عرصہ ہوا مسٹر اکبر مسیح کا رسالہ ادعائے اسمٰعیل نظر سے گذرا تھا اور اُس کے بعد اُن کی اور محمد حسین کی خط و کتابت جو کشف الحقائق میں شایع ہوئی تھی وہ بھی دیکھی تھی کیا عمدہ طرز تھا ہم اس قسم کے مناظرہ کو پسند کرتے ہیں۔ آپ نے محض مسلمانوں کا دل دُکھانے کی خاطر یہہ طرز اختیار کیا اور تس پر عیسائی ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں"

"بندہ نواز جسطرح تمام مسلمانوں میں آپ جیسے پاکیزہ خیال اور منصف مزاج شخص عنقا صفت ہیں اسی طرح ہمارے اخی معظم اکبر مسیح سے عیسائیوں میں کم ہونگے اُنکے طرز متانت اور انداز ظاہری کے تو محمد حسین بھی قائل ہوئے ہیہ جو آپ نے طنزاً کہا کہ مسلمانوں کا دل دُکھانا اور تس پر عیسائی ہونیکا دعویٰ اسکا جواب یہہ ہے کہ مسلمانوں کے دل دُکھنے کے لئے تو موم گر کہئے اور کرنیکو سنگ اسود دیکھئے نورالدین نے مقدسہ مریم بتول کی نسبت کیسا کچھ کفر بکا۔ علاوہ اسکے محمدی تعلیم کا تو لب لباب کرشمہ یہہ ہے کہ جورو کو رانڈ کر ڈالو بچوں کو یتیم کردو۔ اگر مرگئے تو شہید اور مار لیا تو غازی حوریں جنت میں آغوش سنوار رہی ہیں باقی رہا عیسائی ہونا آپ کو معلوم ہو کہ ہمارے خداوند کے نقیب حضرت یوحنا نے لوگوں کو کہا اے سانپوں کی نسل۔ پھر یہہ کہ مت گمان کرو کہ ابراہام تمہارا باپ ہے خدا ان پتھروں سے ابراہام کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ حالانکہ وقت کو ڈنکے کی چوٹ الزام دیا کہ تجھ کو روا نہیں کہ اپنے بھائی کی جورو کو اپنے پاس رکھے گو یہہ سب باتیں درست تھیں مگر بادشاہ کو ناگوار گذریں سچے ناصح کو قید کرایا اور آخرکار عورت کے فریب میں آکر سر کٹوا ڈالا۔ ہمارے خداوند نے

بھی چند چلا کر اور پکار پکار کر کہا اے ریاکارو اے سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند۔ اے کم اعتقادو۔ اے سانپو کی نسل اس زمانہ کے حرامکار لوگو اور یہہ کہ اے کفرنحوم تو جو آسمان تک اونچا کیا گیا جہنم میں گرایا جائیگا اور ایک وقت محمد عربی کہلانے والوں کو کا صلیب دیکھی اور کانٹوں کا تاج سر پر رکھا گیا اور اسکے عوض دعائے خیر کی لیں ہر بات کے بیان کرنیکا ایک وقت ہوتا ہے اگر ہم کو صرف آپ جیسے مسلمانوں سے مُنہ بھیڑ ہوا کرے تو ہم ہرگز وہ طریقہ جو امہات مومنین میں اختیار کیا گیا وہ برتیں۔ لیکن جبکو تحدی کی جاتی ہے کہ مرد میدان بنایا جاتا ہے اسلئے ہم مجبور ہیں اسکے مضامین داعی معذرت اپنے اعلان میں بھی کرچکا ہوں"

"آپ کے پشت سے عیسائی ہوئے ہیں"

"جی میرے والد مرحوم مشرف بہ مسیحی ہوئے تھے"

"اور آپ کے دادا"

"وہ محمدی ہی مرے"

"تو کیا آپ کے نزدیک وہ ضرور جہنم میں گئے اور اگر جہنم میں گئے تو کیا آپ کو انکی حالت پر افسوس نہ ہوگا"

"جی میں ایسا کوتاہ خیال تو نہیں ہوں کہ یہہ مان لوں کہ صرف عیسوی دائرے کے اندر ہی نجات ہو بلکہ بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اس دائرے سے باہر ہو کر بھی نجات کے وارث ہونگے مگر بعض خاص شرطوں کے ساتھ گو اور عیسائی میری مخالفت کریں اور نجات کو عیسوی دائرے کے اندر ہی محدود کردیں مگر میرا اب گمان ہے کہ عیسوی دائرے کے اندر بعض لوگ نجات سے محروم رہ جائینگے اور اس دائرے کے باہر بھی کچھ لوگ نجات حاصل کرینگے خواہ وہ کسی فرقہ و ملت کے ہوں ہاں البتہ ان محمدیوں کے لئے جو امہات مومنین کو پڑھکر بھی آنحضرت کی عصمت کے قایل رہیں نجات کا دروازہ ضرور بند ہوگیا اگر میرے دادا نے تعلیم محمدی پر آنحضرت کیطرح عمل کیا ہوگا تو ضرور

قعر جہنم میں ہونگے ہاں اللہ تعالیٰ رحیم ہے جسکو چاہے بخشدے رہا رنج ہونا سو آنحضرت سے کم ہی رنج ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنے والد عبداللہ کو جہنم میں بتلایا جبکو اس قدر تو تسلی ہوئی کہ میرے والد میرے ساتھ جنت میں ہونگے آنحضرت کا تو بچھوں میں سے کوئی بھی جنت میں نہ ہوگا"

"آپ بڑے حاضر جواب معلوم ہوتے ہیں ادھر بات کی اُدھر منہ توڑ لیا اب ہم نہ بولینگے کوئی سیدھی بات پوچھو تو گالیاں دینے لگتے ہو نہ معلوم اسلام نے آپ کا کیا بگاڑا ہے آپ تو اسلام کے پیچھے ہی سخت دشمن معلوم ہوتے ہیں بیجئے اب ہم کوئی بات نہ کرینگے" "ابی حضرت اسکی سند نہیں آپ بات ضرور کریں ہاں اگر مذہب کے متعلق آپ کو بات کرتے ہوئے وحشت ہوتی ہے تو اور کوئی ذکر چھیڑئے آخر اول اول بھی تو کچھ اور ہی ذکر تھا آپنے خود ہی امہات مومنین کا تانا بانا تنا جسکا سلجھانا سچے آپ کو دشوار معلوم ہوا پس جناب بات تو ضرور کریں کچھ محرم کی پیدایش تو ہو نہیں آپ کے آخر شعر کہنے کی کوئی صورت تو بنے"

"شایق آپ کا تخلص ہے"

"جی ہاں"

"آپ کے نزدیک آجکل کون کون شاعر ہیں"

"دہلی میں داغ لکھنؤ میں امیر مینائی اور جلال"

"آپ نے انکو کبھی دیکھا بھی ہے"

"جی ہاں حضرت داغ کو چار برس ہوئے گلشن آباد میں دیکھا تھا جلال کو لکھنؤ میں اور حضرت امیر کو رامپور میں حضرت امیر کے خرمن کمال کے خوشہ چینوں میں سے ایک ادنیٰ خوشہ چین میں بھی ہوں"

"تو کیا آپ حضرت امیر کے شاگرد ہیں"

سلسلے کیلئے دیکھو صفحہ ۱۲ کالم اول

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

پریزیڈنٹ مکنلی کو خبر ملی ہے کہ مقام ہانگ کانگ میں انگریزی بحری اسپتال مجروح امریکہ والوں کی خبرگیری کے لئے اگر ضرورت ہو مل دیگا۔

پونہ اگست ۳۰۔ آغا ہاشم شاہ کے قاتل کا مقدمہ سیشن جج مسٹر بیشا کی پیشی میں دائر کیا گیا ہے۔

بمبئی اگست ۳۰۔ ۲۴۳ واردات اور ۱۹۰ اموات کی رپورٹ کل کی گئی۔

بنگالور اگست ۳۰۔ وبا کے پھیلنے کے باعث بنگالور شہر میں معاملات ابتر ہو رہے ہیں۔ کل شام کو قریب پانچ یا سات ہزار نیچی ذات کے لوگوں نے مہاراجہ کے محل کو گھیر لیا اور طاعون کی نسبت فرضی شکایات کرنے لگے۔ محل کے سپاہی اُن کو روک نہ سکے۔ شہر کی پولیس اور امپیریل سروس لنسرز کی مدد لی گئی۔

لندن اگست ۳۱۔ زار روس نے تجویز پیش کی ہے کہ یورپ کی افواج میں تخفیف ہونی چاہئے۔ اس تجویز کی خبر یورپ میں یکایک دی گئی۔ اخبارات زار روس کی نیت کے مداح ہیں مگر اس امر کو حاصل کرنے کی دقتوں پر بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ اخبار ٹائمس خیال کرتا ہے کہ زار نے ضرور جرمنی سے مشورہ کر لیا ہوگا اور غالباً فرانس سے بھی۔

گمان غالب ہے کہ یورپ کی تمام طاقتیں ایک انٹرنیشنل کانفرنس کے انعقاد کی تجویز کو منظور کریں گی جس میں فوجوں کی تخفیف کے عمل میں لانیکی تجاویز پر بحث ہوگی۔

لندن اگست ۳۰۔ اب تحقیق معلوم ہوا ہے کہ زار روس نے کسی طاقت سے فوجوں کی تخفیف کے سوال پر مراسلت جاری کرنے سے پیشتر کوئی مشورہ نہیں لیا تھا۔

بمبئی اگست ۳۱۔ کل ۲۶۳ واردات اور ۲۴۹ اموات کی رپورٹ وبا سے کی گئی ہے۔

پونہ اگست ۳۱۔ کئی واردات وبا کی اس شہر میں معلوم ہوئی ہیں۔ یہ بیمار باہر سے آئے ہوئے تھے۔ اب حکام زیادہ خبرداری کر رہے ہیں۔ ۔۔ کی رپورٹ ہوئی کہ ضلع میں ۳۲ واردات اور ۲۹ اموات ہوئی۔

لندن اگست ۳۱۔ فرانس کے اخبارات زار پر الزام لگاتے ہیں کہ اُس نے فرانس کی اُن تمام طیاریوں کو نظرانداز کیا ہے جو وہ اپنے کھوئے ہوئے اضلاع کو بحال کرنے کو کر رہا ہے۔ ایسا معلوم دیتا ہے کہ زار روس کے اس اظہارنامے سے سرزمین السیس لارین پر سخت صدمہ ہوگا۔

فرانس کو زیادہ تر اس بات نے غصہ دلا دکھایا ہے کہ جرمنی کے اخبار اس تجویز کی تائید میں گرمجوشی ظاہر کر رہے ہیں۔

پریزیڈنٹ فور اور اُس کے وزیر پیرس کو جلد جلد واپس آ رہے ہیں کہ زار روس کے اظہارنامہ پر غور و فکر کریں۔

بمبئی ستمبر یکم۔ کل ۲۴۳ واردات اور ۲۳۲ اموات کی رپورٹ کی گئی ہے۔

لندن ستمبر یکم۔ سوڈان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ سردار کچنر کی فوج دشمن کی فوج کے ساتھ جا بھڑی ہے۔ جنگی بیڑوں نے دیکھ بھال کے بعد معلوم کیا ہے کہ دشمن مقام کرری میں ہے جو اُمدرمان کے متصل ہے۔ دو سو سپاہی جنگی جہاز نمبر ۱۰ کے ایک چوکی پر پہنچ گئے ہیں جہاں دشمن نقارہ بجا بجا کر اور اپنے جھنڈوں کو ہلا ہلا کر جنگ کی صورت میں آمادہ ہیں۔ جنگی بیڑوں سے آخرکار دشمن پر بم کے گولے چلائے گئے۔

بمبئی ستمبر ۲۔ کل ۲۳۸ واردات اور ۲۲۰ اموات کی رپورٹ ہوئی۔

بنگالور ستمبر یکم۔ کل تین مسلمان بدمعاشوں نے شہر میں بڑی ہلچل مچائی۔ جاہل لوگوں کے گھروں میں گھس کر انہوں نے اپنے آپ کو گورنمنٹ کی طرف سے ٹیکا لگانے والے ظاہر کیا۔ ایک اُن میں سے کہتا تھا کہ تندرستی کی خاطر ٹیکا لگانا ضروری ہے اور میں ضرور لگاؤنگا۔ دوسرا کلرک کی حیثیت میں لوگوں سے کہتا تھا کہ اگر کچھ روپیہ تم دو گے تو میں تم کو بچا دونگا۔ اس کی خبر پولیس کو پہنچی اور وہ فوراً گرفتار کئے گئے۔

لندن ستمبر ۲۔ مسٹر بالفور نے زار روس کے اظہارنامہ پر دربارہ تخفیف افواج کے وصول ہونے پر بڑی دل سوزی سے لکھا ہے۔

بمبئی ستمبر ۲۔ مسٹر [illegible] ایم پیٹٹ کی بیوہ بائی دنبائی پیٹٹ نے انتقال کیا۔ اُس نے وہاں کی میونسپلٹی کو پانچ لاکھ روپیہ دیا کہ ایک پبلک ہال بنایا جاوے۔ اُس نے کل خیراتی کاموں میں پندرہ لاکھ روپے دیئے ہیں۔

لندن ستمبر ۲۔ جو واقعات سر دست موصول ہوئے ہیں اُن میں بیان کیا جاتا ہے کہ سردار کچنر نے جمعہ کے روز خلیفہ کی فوج کو پانچ گھنٹے کی جنگ کے بعد شکست فاش دی اور تتر بتر کیا اور فوراً امدرمان پر قبضہ کر لیا۔

مضامین المبتدین

زبور ۲۳ کی مختصر شرح

ناظرین میں نے اتوار کے روز بزرگ ولیم بگلشی صاحب کا وعظ سنا۔ جس سے مجھ کو بڑی تسلی اور دل اطمینان حاصل ہوا۔ اگرچہ مجھ کو پندرہ برس کا عرصہ ہوا کہ میں نے بپتسمہ پایا اور صدہا مرتبہ اس زبور پر وعظ اور نصیحت سنی۔ مگر جب جب میں نے اس زبور کی بابت وعظ سنا۔ تو بزرگوں کی زبانی فرداً فرداً بیان علیحدہ علیحدہ سنا۔ مگر اس اتوار کو جو میں نے اس زبور سے نصیحت حاصل کی ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ پیشتر کبھی ایسی برکت مجھ پر نہ ہوئی تھی سو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے مسیحی ناظرین کی خاطر اس زبور کی تشریح جیسے صاحب موصوف نے کی ہے فایدہ عام کے لئے اخبار نور افشاں میں دوں۔ تاکہ سب مسیحی بھائی اور خصوصاً ان مسیحیوں کے لئے جنہوں نے ابھی تک اس زبور کا تجربہ نہیں کیا۔ اور خصوصاً صاحب کے فائدہ کے واسطے بلکہ تمام مسیحی خاندان کے واسطے یہ زبور ہے۔ لہذا میں مختصر طور پر جیسے صاحب موصوف نے بیان کیا اس کی تشریح کا خلاصہ لکھا ہے:

۱۔ یہ بچپن کا زبور ہے۔	لڑکوں کے واسطے ہے
۲۔ یہ مسافروں کیواسطے زبور ہے۔	مسافروں کی تسلی ہے۔
۳۔ یہ ایمان کے بڑھانے کیواسطے زبور ہے۔	ایمان سن لینے سے آتا ہے
۴۔ یہ زبور بڑھاپے کا ہے۔	بڑھوں کا عصا ہے۔

خداوند میرا چوپان

۱۔ مسیح خداوند اپنے آپ کو گڈریا کہتا ہے۔	(یوحنا ۱۰ باب ۱۱ آیت سے) اچھا گڈریا۔
۲۔ داؤد نے کہا کہ خداوند میرا چوپان ہے۔	اسکے معنے ہیں نمونہ والا گڈریا (زبور ۲۳)
۳۔ پولوس مسیح کو بزرگ گڈریا کہتا ہے۔	(عبرانیوں ۱۳ باب ۲۰ آیت)
۴۔ پطرس مسیح کو سردار گڈریا کہتا ہے۔	(۱ پطرس ۵ باب ۴ آیت)

خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھ کو کچھ کمی نہیں (زبور ۲۳ ۱ آیت) یہاں ایک سوال ہے کہ کن کن باتوں کی کمی نہیں؟

مضمون

۱۔ وہ مجھے ستھری چراگاہ میں بٹھلاتا ہے۔	مجھے آرام کی کمی نہیں
۲۔ راحت کے چشموں کی طرف میری رہنمائی کرتا ہے۔	مجھے پانی کی کمی نہیں
۳۔ وہ میری جان کو پھیر لاتا ہے۔	مجھے معافی کی کمی نہیں
۴۔ اپنے نام کی خاطر مجھے لئے پھرتا ہے۔	مجھے رہنمائی کی کچھ کمی نہیں۔
۵۔ جب میں موت کے سایہ کی وادی میں پھروں۔	تو میرے ساتھ ہے۔
۶۔ تیری چھڑی اور تیری لاٹھی میری تسلی کا باعث ہے۔	مجھے تسلی کی کمی نہیں
۷۔ تو میرے دشمنوں کے آگے دسترخوان بچھاتا ہے۔	مجھے خوراک کی کمی نہیں
۸۔ تو میرے سر پر تیل ملتا ہے۔	مجھے خوشی کی کمی نہیں

لاکلام؛

۹۔ مجھے اس دنیا میں کچھ کمی نہیں۔	اور اس جہان میں ہمیشہ خدا کے گھر میں رہونگا۔

ان مذکورہ باتوں کا ثبوت نئے عہدنامہ میں

۱۔ آرام کی کمی نہیں۔	متی ۱۱ باب ۲۸ آیت۔
۲۔ پانی کی کمی نہیں۔	یوحنا ۷ باب ۳۷ و ۳۸ آیت
۳۔ معافی کی کمی نہیں۔	لوقا ۵ باب ۲۴ آیت۔
۴۔ رہنمائی کی کمی نہیں۔	یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت۔
۵۔ رفاقت کی کمی نہیں۔	متی ۲۸ باب ۲۰ آیت۔
۶۔ تسلی کی کمی نہیں۔	یوحنا ۱۴ باب ۱۲ آیت۔
۷۔ خوراک کی کمی نہیں۔	یوحنا ۶ باب ۴۸ آیت۔
۸۔ خوشی کی کمی نہیں۔	یوحنا ۱۵ باب ۱۱ آیت۔
۹۔ مجھے کسی چیز کی کمی نہیں۔ میں ہمیشہ خداوند کے گھر میں رہونگا۔	یوحنا ۱۵ باب ۱۶ آیت۔ متی ۶ باب ۳۳ آیت۔ یوحنا ۱۴ باب ۲ آیت۔

اس میں خاص تین نصیحتیں ہیں

۱۔ گڈریا کے ساتھ میل کرنا۔
۲۔ چوپان کے ساتھ رہنا۔
۳۔ چوپان کی مرضی پوری کرنا۔

یہ تقسیم اس زبور کی میں نے ہدیہ ناظرین کی ہے اور خداوند سے دعا ہے کہ جس سے بہت لوگ فائدہ اٹھاویں بیشک یہ زبور حقیقت میں تسلی بخش ہے۔

العبد
جان کینڈل حافظ انجیل
شاہ دوال

"میں شاگرد تو نہیں ہوں مگر انہیں کے کلام کو موجودہ زمانہ کے شاعروں کے کلام پر ترجیح دیتا ہوں اور اگر شاگرد بھی ہونا چاہوں تو اُمہات مومنین کے مشتہر ہونے کے بعد کب کوئی مجھ کو شاگردی میں قبول کریگا اور اعتقاد لیاقت بھی نہیں سوال لوسے نسبت میں کچھ کہا کرتے ہو"

"شایق نہایت عمدہ تخلص ہے"

"اُمہات مومنین کے بعد مجھ کو اس سے بھی بہتر تخلص سوجھا ہے مگر آپ ناراض ہونگے کہئے تو کہہ ڈالوں"

"حضرت جہاں اتنی گالیاں منہ در منہ دی ہیں وہ بھی کہہ ڈالئے آپ کا ارمان نکل جائے"

"میرا خیال ہے کہ میں اپنا تخلص بجائے شایق کے کعبہ شکن کروں کیونکہ تخلص ہمیشہ ایسا تجویز کیا جاتا ہے جو کسی کا نہ ہو مسلمان تو اُس کو ہرگز اپنے نام کے ساتھ روا نہ رکھیں گے کوئی ہندو جب تک امہات مومنین سے بڑھکر دوسری کتاب مشتہر نہ کرے اس کا مستحق نہیں ہو سکیگا لہذا یہ تخلص میرا مخصوص ہو جائیگا"

"حضرت آپ تو بڑھ کر گالیاں دینے لگ گئے خیر اب دہلی بھی نزدیک ہے آپ سے پیچھا چھوٹیگا"

"اتنے میں ریل غازی آباد میں ٹھہری اور ہم تینوں نے ریفرشمنٹ روم میں چاء نوش کی اور کمپارٹمنٹ میں آ بیٹھے اور اب دہلی تک بعض انگلستان کے متعلق گفتگو ہوتی رہی ہمارے ہمسفر ایک بیرسٹر صاحب ازرنسل کے ممبروں میں سے ہیں دوسرے صاحب علیگڈھ کالج کے گریجوایٹ ہیں اُن کا قصد بھی ولایت جانیکا ہے اور پختہ وعدہ کیا کہ مجھ سے اکسفورڈ میں آکر ملینگے ناظرین یہ دونوں تعلیم یافتہ محمدی تھے ابتدائے گفتگو میں اُن سے بے تکلفی ہو چکی تھی اس لئے جو کچھ بیت کی آمد تھی اُس کو روک نہ سکا بلا تکلف کہہ ڈالا اگر کوئی اُجڈ ملا ہوتا تو خدا جانے ہم کو اس تحریر کے لکھنے کے لئے بھی باقی نہ رکھتا آخر دہلی میں ہم تینوں نے اپنے اپنے ویٹنگ کارڈ دئے اور صبح چار بجے تک پلیٹ فارم پر چہل قدمی کرتے رہے اور آوارہ موضوع پر گفتگو ہوتی رہی چار بجے ہم ڈاک گاڑی میں سوار ہو کر انبالہ کی طرف اپنے تعلیم یافتہ محمدیوں سے فی امان اللہ کہکر روانہ ہوئے چلتے وقت ہم نے اپنے دوستوں سے معذرت بھی کی کہ اگر میری وجہ سے آپ لوگوں کی کوئی دلشکنی ہوئی ہو تو معاف کریں میں ایک آزاد وضع شخص ہوں جو کچھ دل میں ہوتا ہے زبان سے صاف صاف ادا کر دیتا ہوں کیونکہ میری زبان میرے دل کے ہمراستان بولتی ہے۔ یار زندہ صحبت باقی۔

پنجابی بولی وچ

مومناندیاں ماواں

ڈیڑھ برس جاں ساڈا آیا۔ مجھونے دا دارو انہیں یعنی مومناندیاں ماواں دا حال چھپرا شایق صاحب نے ملک دے ہندوستان وچ کھلارا۔ مسلمان بھرا بڑے اوکھے ہوئے لگے پھڑ ٹلی لیاون۔ کتنیاں نوں دابے۔ کئے عیسائیاں نوں جھکیاں۔ کئے شایق دے اگلے پچھلے پتن لگ پئے۔ کتے سرکار سے جا سیاپا کیتا۔ مگروں خیاباں کیہ۔ نویں کتاں تے وسیں کپ وہ۔ ہتن میں کتاب دے لکھن والے نوں آکھدا ہاں۔ بس ایس کتیب دا دو جا حصہ کہڑے ویلے لئی رکھیا ہویا ہے۔ کدی صاحب تاں ہتن کڈھو۔ مگروں کیہ لابھ۔ عید پچھوں تنبا پھوکنا ہے۔ تنے گھا لگدے ہتھ۔ اوہ بھی مسلماناں نوں جڑ دیو۔ اوہ وہ گیہ یاد کرن گے۔ بن عیسائیاں وچ ساڈا کوئی دردی نہ جیاں۔ جہڑا ساڈی راہ پیئے نالے سب گئے ماں دے پتر تے اگر دیتا ہووے۔ تاں اکو واری سیاپا مکالئے۔ میں آکھناں مگروں وہر کے نوں نہیں پئے گا۔ ایس وچ لکھوو چہیڑا ہر جہڑی کارگری ہو کرو۔ اگے تسیں جانو تہاڈا کم جانے۔ سلام۔

لکھن والا۔ پنجابی ڈھڈ

ضرورت

کوئٹہ کے لیڈی سنڈیمن گرلس سکول کے واسطے ایک ہیڈ مسٹرس کی ضرورت ہے جو اُردو۔ ہندی یا گرمکھی میں اپر پرائمری سٹینڈرڈ تک تعلیم دے سکتی ہو اور جو انگریزی جانتی ہوگی اُس کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ سردست پچاس روپیہ ماہوار ملیگی اور آیندہ کو ساٹھ تک ترقی دیجائیگی اور رہایش کیواسطے مکان اور کوئٹہ تک ریل کا کرایہ ادا کیا جائیگا۔ درخواست کرو۔

بــــــم

پولیٹکل ایجنٹ کوئٹہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے پرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو۔

لودیانہ

پیدائش ہندو ۱۴۔ مسلمان ۱۳۔ کل ۲۷۔

اموات ہندو ۱۱۔ مسلمان ۱۴۔ کل ۲۵۔

پادری اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ اڈیٹر و مہتمم اخبار نور افشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا۔